الاتقان کا منہج واسلوب

ڈاکٹر محمد فاروق حیدر، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Abu al-Fadl 'Abd al-Rahman ibn Abi Bakr ibn Muhammad Jalal al-Din al-Suyuti (849-911 AH) was an Egyptian Muslim Scholar who rendered his best services in diversified fields of Islamic Sciences and produced commendable literature. He adhered to the Shafi'i Maslak. Al-Itqan fi Ulum Al-Qur'an is one of his marvelous and significant works that had been paid tribute by religious intelligentsia from his age to date. This renowned polymath offers all linguistic and methodological tools to comprehend The Qur'an. Al-Suyuti made valuable additions to the preceding monograph in the discipline of Quranic Sciences namely al-Burhan by Zarkashi and originated about thirty three branches of Quranic sciences. The contents of the book have been presented in a logical flow and refined form. This is not exaggeration to declare that Al-Itqan is an encyclopedia that is a remarkable achievement of Suyuti and it still serves those who engaged in serious exegetical and literary analysis concerning to The Text of The Qur'an.

کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن'' کے مؤلف امام السیوطی ہیں۔ آپ کا پورا نام عبدالرحمٰن بن کمال لقب جلال الدین کنیت ابوالفضل ہے۔ آپ کا خاندان پہلے بغداد میں مقیم تھا لیکن آپ سے قریباً ۹ پشت پہلے مصر کے شہر السیوط میں آکر آباد ہو گیا۔ اسی شہر میں ۸۴۹ھ میں آپ کی پیدائش ہوئی اسی شہر کی نسبت سے آپ السیوطی کے نام سے معروف ہیں۔ آپ کی علمی خدمات غیر معمولی نوعیت کی ہیں۔ آپ کو علم تفسیر، حدیث، فقہ، لغت، صرف ونحو اور علم بدیع وغیرہ میں خوب مہارت تھی۔ ان تمام علوم میں آپ نے بیش بہا قیمتی علمی سرمایہ یادگار چھوڑا۔ ۹۱۱ ہجری میں یہ عظیم ہستی دارفانی سے کوچ کر گئی۔ [۱]

الاتقان علامہ سیوطی کی تالیفات میں سے ایک نمایاں اور منفرد تالیف ہے۔ اس عظیم الشان کتاب کو لازوال خصوصیات کی وجہ سے علوم القرآن پر لکھی گئی کتب میں نمایاں اور منفرد مقام حاصل ہے۔ علامہ نے البرہان کی ۴۷ انواع پر ۳۳ کا اضافہ کیا اور کتاب میں مجموعی طور پر کل اسی (۸۰) انواع سے بحث کی۔ اگرچہ کتاب مذکور میں علامہ زرکشی کی کتاب البرہان سے بہت زیادہ اخذ واکتساب کیا گیا لیکن اس کے باوجود الاتقان میں ایسے فوائد،

مسائل اور قواعد کا اضافہ کیا گیا جو صرف الاتقان ہی کا امتیازی وصف ہے۔

(الف) مقدمۃ الاتقان:

الاتقان کے آغاز میں علامہ سیوطی نے ایک وقیع مقدمہ تحریر کیا جس میں کتاب کے سبب تالیف کے ساتھ ساتھ اپنی اس تالیف کے مختلف مراحل بیان کرتے ہوئے علوم القرآن کی اہم کتب پر اپنا گرانقدر نقد وتبصرہ بھی پیش کیا۔ سبب تالیف میں لکھتے ہیں:

ولقد كنت فى زمان الطلب أتعجب من المتقدمين اذلم يدو نوا كتابا فى انواع علوم القرآن، كما وضعو ا ذلك بالنسبة الى علم الحديث، فسمعت شيخناأستاذالاستاذين...محى الدين كا فيجى مد الله فى اجله، واسبغ عليه ظله۔ يقول: قد دونت فى علوم التفسير كتابا لم اسبق اليه۔ فكتبته عنه فاذا هو صغيرا الحجم جدا، وحاصل ما فيه بابان.... فلم يشف لى ذلك غليلاً، ولم يهدنى الى المقصود سبيلا۔ [۲]

اس کے بعد آپ نے کتاب مواقع العلوم کا تذکرہ کیا اور کتاب کی فہرست مضامین نقل کرنے کے بعد لکھا کہ یہ کتاب بھی مختصر تھی اور ضرورت تھی کہ اس میں ضروری اور اہم اضافے کئے جاتے۔ لہٰذا اس ضرورت کی تکمیل کے لیے مؤلف نے اس موضوع پر التحبیر فی علوم التفسیر کے نام سے ایک کتاب تحریر کی اس کتاب کے سبب تالیف میں آپ نے لکھا:

میرے ذہن میں اس موضوع پر ایسی انواع کا ظہور ہوا کہ جن کی طرف کسی نے سبقت نہیں کی تھی اور ایسے اہم امور میں اضافے میرے ذہن میں آئے جن پر کسی نے وافی کافی کلام نہیں کیا پس میں اس فن پر کتاب لکھنے کے لیے کمر بستہ ہوا۔ اور اگر اللہ نے چاہا میں اس سے متعلق بکھری ہوئی معلومات کو جمع کروں گا اور اس کے فوائد شامل کروں گا اور اس فن کے موتیوں کو ایک لڑی میں پرودوں گا گو کہ میرا نمبر اس علم کی ایجاد میں دوسرا ہے۔ لیکن اس کی بکھری ہوئی معلومات کو اور تفسیر وحدیث کے دو فنون کی تقسیم کو مکمل بنانے میں میں پہلا واحد شخص ہوں گا۔ جیسے کسی شگوفہ سے کلی نکلی اور مہکنے لگی، جیسے ہی اس کا بدر کمال ظاہر ہوا اور چمکا، جیسے اذان فجر نے صبح کی نوید سنائی اور موذن نے فلاح کی طرف پکارا (یعنی، علوم وفنون کی جامع یہ کتاب جلوہ گر ہوئی) تو میں نے اس کا نام التحبیر فی علوم التفسیر رکھا۔[۳] ۱۰۲ انواع علوم القرآن پر مشتمل اس کتاب کو آپ نے ۸۷۲ ہجری میں مکمل کیا۔[۴]

علوم القرآن پر اپنی اس تالیف سے بھی آپ کا دل مطمئن نہ ہوا اور تشنگی ختم نہ ہوئی اور التحبیر سے بھی زیادہ مبسوط مفصل اور جامع کتاب لکھنے کا ذوق اور جذبہ اس احساس کے باوجود کہ یہ ایک انتہائی مشکل کام ہے، بڑھتا گیا۔ اسی اثناء میں آپ کو اس موضوع پر ایک ایسی نایاب کتاب ملی جو اپنے اندر علوم القرآن کا بیش بہا ذخیرہ سموئے ہوئے تھی۔ اس کتاب کا نام البرهان فی علوم القرآن تھا اور اسے شافعی مسلک سے تعلق رکھنے والے معروف فقیہ اور اصولی علامہ بدرالدین زرکشی نے تالیف کیا۔ علامہ سیوطی نے اس کتاب کی تعریف ان الفاظ میں کی:

ولـمـا وقـفـت عـلـى هذا الكتاب ازددت به سرورا، وحمدت الله كثيرا، وقوى العزم على ابراز ما أضمر ته، وشددت الحزم فى انشاء التصنيف الذى قصدته ۔ ۵

کتاب البرھان کے ملنے اوراس کے بالاستیعاب مطالعہ کے باوجود آپ کا شوق تالیف کم نہ ہوا بلکہ آپ کا ارادہ مزید مضبوط ہوا کیونکہ جس کتاب کا نقشہ آپ کے ذہن میں موجود تھا ہنوز اس پر کام کی وسیع گنجائش موجود تھی علامہ سیوطی نے اپنے اس احساس کو ان الفاظ میں قلمبند کیا۔

فوضعت هذا الكتاب العلى الشان، الجلى البرهان، الكثير الفوائد والا تقان، ورتبت انواعه تـرتيبـا أنسـب مـن ترتيب البرهان، وادمجت بعض الانواع فى بعض، وفصلت ماحقه أن يبان وزدته عـلـى مـا فيه من الفوائد والفرائد، والقواعد والشوارد، ما يشنف الاذان، وسميته: ((الاتقان فى علوم الـقـرآن)) ۔ وسـتـرى فـى كـل نـوع مـنـه، ان شـاء الـله تعالىٰ۔ ما يصلح أن يكون بالتصنيف مفردا، وستـروى مـن مـنـاهله العذبة ريالا ظلما بعده أبداً وقد جعلته مقدمة للتفسير الكبير الذى شرعت فيه وسميته بمجمع البحرين ومطلع البدرين، الجامع لتحرير الرواية، وتقرير الدراية۔ ۶

آخر کار میں نے یہ عظیم الشان، روشن برھان اور کثیر الفوائد اور پختہ کتاب تیار کر لی۔ میں نے اس کے انواع کی ترتیب کتاب البرھان سے انسب طریقہ پر کی۔بعض انواع جو کسی دوسری نوع میں شامل کر دینے کے قابل تھیں باہم ملا دیا اور چند انواع کو مزید وضاحت طلب پا کر انہیں علیحدہ اور مستقل نوع کر دیا۔ میں نے اس میں ایسے فوائد اور قواعد کا اضافہ کیا ہے جس سے اس کی دلچسپی خوب تر ہوگئی اور میں نے اس کتاب کا نام ''الاتقان فی علوم القرآن'' رکھا۔ امید ہے کہ ناظرین اس کتاب کی ہر ایک نوع کو مفرد تصنیف کے لائق پائیں گے۔ اور اس کے شیریں چشموں سے اس طرح اپنی علمی تشنگی فرو کر سکیں گے کہ پھر اس کے بعد کبھی لب تشنہ ہی نہ ہونے پائیں گے۔ میں نے درحقیقت اس کتاب کو اپنی اس بڑی اور مبسوط تفسیر کا مقدمہ بنایا ہے جس کو میں نے اب شروع کیا ہے اور اس کا نام ''مجمع البحرين ومطلع البدرين، الجامع التحرير الرواية وتقرير الدارية'' رکھا ہے۔

علامہ موصوف نے علوم القرآن کی کل اسی انواع کو شامل کتاب کیا اور ان انواع کے بیان میں بھی آپ کا انداز یہ رہا کہ کئی انواع کو باہم ضم کر کے ضبط تحریر میں لائے ورنہ بقول آپ کے اگر ہر نوع کو الگ سے بیان کیا جاتا تو ان کی تعداد تین سو سے متجاوز کر جاتی۔ لکھتے ہیں:

فهـذه ثـمـا نون نو عا على سبيل الادماج، ولو نوعت باعتبار ما ادمجته فى ضمنها لزادت على الثلاثمائه، وغالب هذه الأنواع فيها تصانيف مفردة، وقفت على كثير منها۔ ۷

علامہ سیوطی نے اپنی عظیم کتاب کو ۸۷۸ ہجری میں مکمل کیا۔ ۸ گویا ۸۷۲ ہجری میں التحبیر تالیف کرنے کے بعد قریباً چھ سال کے عرصہ میں علوم القرآن پر دیگر مختلف کتب کے ساتھ ساتھ الاتقان کی تکمیل بھی عمل میں آئی۔ الاتقان کی تالیف سے علامہ سیوطی نے اپنے اس خیال کو حقیقت بنا دیا جس میں اس کتاب کی تالیف کا ایک خاص نقشہ

موجود تھا اور الاتقان کا ہر مقام آپ کے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے۔ بلاشبہ آپ نے اپنی اس کتاب میں ایسے فوائد اور قواعد جمع کئے کہ الاتقان سے پہلے کسی تالیف میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہاں اس حقیقت کا اعتراف کرنا بھی لازم ٹھہرتا ہے کہ علامہ سیوطی نے اپنی کتاب الاتقان کے مقدمہ میں البرھان کا ذکر کر کے نہ صرف علمی دیانتداری کا ثبوت دیا بلکہ اس کتاب کی مکمل فہرست نقل کر کے اس گوھر نایاب کو متعارف کروایا۔ اگر چہ علامہ سیوطی نے الاتقان کی تیاری میں البرھان کو اساس بنایا اور جا بجا اس سے خوب استفادہ کیا تاہم الاتقان کی اہمیت میں اس سے کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

علامہ سیوطی نے اکثر و بیشتر انواع کے آغاز میں اس موضوع پر لکھی گئی معروف کتب کے نام یا پھر ان کے مؤلفین کے نام تحریر کئے ہیں۔ اس کے بعد اس علم کی اہمیت ،فوائد اور اس میں موجود مختلف مسائل اور اصولی اختلافات سے مدلل بحث کی ہے۔بعض مباحث ایسے ہیں جن میں آپ نے اس موضوع پر لکھی گئی کتب کا خلاصہ بیان کیا۔کتاب ھذا میں آپ نے غیر ضروری تفصیلات اور بے جا طوالت سے اجتناب برتا اور متعلقہ فن کے اہم اور بنیادی مسائل سے بحث کی۔اگر چہ مباحث میں اقوال کی کثرت ہے لیکن کئی اختلافی اقوال میں آپ نے مختار اور راجح قول کی نشاندہی فرمائی۔علامہ زرکشی کی کتاب البرھان فی علوم القرآن کتاب کا بنیادی ماخذ ہے لیکن علامہ سیوطی نے اس پر مختلف زاویوں سے ضروری اور اہم اضافے کئے علاوہ ازیں الاتقان کی ہر نوع میں زیر بحث موضوع پر لکھی گئی امہات کتب سے خوب استفادہ کیا گیا۔

(ب) انواع میں ربط:

کتاب کی پہلی سولہ انواع قرآن مجید کے نزول اور اس سے متعلقہ علوم وفنون پر مشتمل ہیں۔نہایت عمدہ اور منطقی ترتیب میں ساری انواع کو ضبط تحریر میں لایا گیا ہے تا کہ قاری ایک خاص نظم میں نزول کے تمام مباحث کا احاطہ کر لے۔پہلی نوع کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:

افرده بالتصنيف جماعة، منهم مكی ، والعزالد يرينی ۔ [9]

یہاں علامہ نے کتب کا ذکر کئے بغیر اس موضوع پر لکھنے والوں کے اسماء کے ذکر پر اکتفاء کیا اور ساتھ ہی اس علم کی اہمیت اور فوائد بیان کئے۔

ومن فوائد معرفة ذلك: العلم بالمتأخر، فيكون نا سخاً أو مخصّصا، علی رای من يری تاخير المخصص۔ [10]

اس نوع کی افادیت اور اپنے قول کی تائید میں آپ نے ابوالقاسم نیشاپوری کا قول نقل کیا:

مـن اشرف علوم القرآن علم نزوله وجهاته، وترتيب مانزل بمكة والمدينة، وما نزل بمكه وحكمه مدنی، وما نزل بالمدينه وحكمه مكی،....فهذه خمسة وعشرون وجهاً من لم يعرفها ويميز بينهالم يحل له أن يتكلم فی كتاب الله تعالیٰ۔ [11]

یعنی مذکورہ بالا نزول قرآن کی انواع کو جاننا اس قدر ضروری ہے کہ ان کی معرفت کی بنا کتاب اللہ میں

کلام کرنا جائز نہیں۔اسی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے علامہ سیوطی نے مذکورہ بالا قول کی بنیاد پر ان تمام انواع سے بحث کی۔لکھتے ہیں:

قلت : وقت اشبعت الکلام علی هذه الاوجه، فمنها ما افردته بنوع، ومنها ما تکلمت علیه فی ضمن بعض الانواع۔ ۱۲

میں کہتا ہوں کہ میں نے ان وجوہ پر تفصیل سے کلام کیا ہے ان میں سے بعض موضوعات مستقل نوع کی صورت میں بیان کیا اور بعض کو انواع کے ضمن میں ہی بیان کر دیا۔

اس تمہید کے بعد آپ نے مذکورہ نوع سے متعلق مسائل اور دیگر اہم امور کو لگا تار تین فصول میں شامل بحث کیا۔

(ج)انواع کا آغاز:

الاتقان میں بھی البرھان کی طرح نوع کے آغاز میں اس موضوع پر اہم کتب درج کی گئی ہیں۔لیکن الاتقان میں انواع کے آغاز کے مختلف اسالیب، میں جو اسے البرھان سے ممتاز کرتے ہیں۔ذیل میں ان مختلف اسالیب کو بیان کیا جائے گا۔

وقف وابتداء جو الاتقان کی اٹھارویں نوع ہے کا آغاز ان الفاظ میں ہوتا ہے۔

افرده بالتصنیف خلائق، ومنهم: ابو جعفر النحاس، وابن الانباری، والزجاج، والدانی، والعمانی، والسجاوندی، وغیرهم۔۱۳

یہاں آپ نے اس موضوع پر لکھنے والی اہم شخصیات کے نام تحریر کئے جنہوں نے اس فن میں اپنی خدمات سرانجام دیں۔

علامہ سیوطی نے خود بھی علیحدہ سے علوم القرآن کی مختلف انواع پر مستقل کتب تالیف کیں جن کا ذکر آپ نے الاتقان کی مختلف انواع میں کیا ہے۔جیسے کتاب کی نویں نوع جو اسباب نزول سے متعلق ہے کے آغاز میں لکھتے ہیں:

وقد ألفت فیه کتابا حافلا موجزا محرر الم یؤلف مثله فی هذا النوع، سمیته "لباب النقول فی اسباب النزول"۔ ۱۴

قرآن مجید کے غیر عربی الفاظ پر مشتمل نوع کے آغاز میں اپنی کتاب المہذب کا حوالہ دیا:

قد افردت فی هذا لنوع سمیته:" المهذب فیما وقع فی القرآن من المعرب''۔ ۱۵

علم مبہمات اور اس پر لکھی گئی کتب پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی تالیف کی تعریف وتوصیف میں لکھتے ہیں:

یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ علم مبہمات میں رائے کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ اس کا مرجع نقل محض ہے۔اس موضوع پر لکھی جانے والی کتب اور تمام تفاسیر میں مبہمات کے نام اور اس میں پائے جانے والے اختلاف کو بغیر کسی مستند قول اور حوالہ کے جس کی طرف رجوع کیا جا سکے اور جو اعتماد کے قابل ہوں بیان کئے گئے ہیں۔لہٰذا میں نے

اس موضوع پر مستقل کتاب تالیف کی اوراس میں ہر قول کی اس کے قائل کی طرف نسبت کر کے بتایا کہ یہ صحابیؓ، تابعی یا کسی اور عالم کا قول ہے۔ ان اقوال کی نسبت ان اصحاب کتب کی طرف بھی کر دی جنھوں نے اپنی اسانید کے ساتھ ان کو روایت کیا ساتھ ہی میں نے اس بات کی وضاحت بھی کر دی کہ کس روایت کی سند صحیح ہے اور کس میں ضعف ہے۔ لہٰذا مذکورہ خصائص کی حامل میری یہ مبسوط اور جامع کتاب اس فن پر بے مثل تالیف ہے جس کو میں نے قرآن مجید کی ترتیب کے مطابق مرتب کیا ہے۔۱۶

علم وجوہ و نظائر میں علامہ نے بحث کے آغاز میں اس موضوع پر ہونے والے کام کا مختصراً ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

قد افردت فی هذا الفن کتابا سمیته "معترك الاقرآن فی مشترك القرآن"۔۱۷

حقیقت ومجاز کے موضوع پر آپ نے عز الدین بن عبدالسلام کی کتاب کی تلخیص لکھی اور اس میں چند اضافے بھی کئے۔ الاتقان میں اس کو یوں بیان کیا:

وقد أفرده بالتصنیف: الامام عز الدین بن عبدالسلام؛ ولخصته مع زیادات کثیرة فی کتاب سمیته: "مجاز الفرسان الی مجاز القرآن"۔۱۸

قرآن مجید کی سورتوں اور آیات کی مناسبت کی نوع میں اپنی کتاب کے بارے لکھتے ہیں:

وکتابی الذی صنعته فی أسرار التنزیل کافل بذلك، جامع لمناسبات السور والایات؛ مع ماتضمنه من بیان وجوه الاعجاز واسالیب البلاغة۔ وقد لخصت منه مناسبات السور خاصه فی جزء لطیف، سمیته "تناسق الدررفی تناسب السور"۔۱۹

سورتوں کے فواتح وخواتم کی بحث میں اپنی کتاب کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

وقد افردت فیه جزء الطیفا سمیته "مراصد المطالع فی تناسب المقاطع والمطالع"۔ ۲۰

آیات متشابہات کی بحث کے آغاز میں آپ نے اپنی کتاب کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

وفی کتاب "اسرار التنزیل" المسمی قطف الازهار فی کشت الاسرار من ذلك الجم الغفیر۔۲۱

قرآن مجید سے مستنبط علوم سے بحث کے دوران اس فن میں اپنی تالیف کے تعارف میں رقمطراز ہیں:

وقد ألفت کتابا سمیته "الاکلیل فی استنباط التنزیل" ذکرت فیه کل ما استنبط منه من مسألة فقهیة او أصلیة أو اعتقادیة، وبعضا مما سوی ذلك، کثیر الفائده جم العائدة۔ ۲۲

مبہمات قرآن کے موضوع پر بھی آپ نے ایک مختصر رسالہ تالیف کیا۔ جس کا ذکر الاتقان میں ان الفاظ میں ملتا ہے:

ولی فیه تالیف لطیف، جمع الفوائد الکتب المذکوره مع زوائد اخری، علی صغر حجمه جدا۔۲۳

یہاں اپنی تالیف کا نام ذکر نہیں کیا اس فن پر آپ کی کتاب کا پورا نام ''**مفحمات الاقرآن فی مبهمات القرآن** ''

ہے جو زیور طبع سے آراستہ ہوچکی ہے۔قرآن مجید کے فضائل پر بھی آپ نے قلم اٹھایا اور ایک مستقل کتاب تالیف کی جس کا نام ''خمائل الزهر فی فضائل السور''رکھا۔ ۲۴

کتاب کی بعض انواع ایسی ہیں جن میں آپ نے اس فن پر موجودہ اپنی یا کسی اور مؤلف کی کتاب کی تلخیص پیش کی جیسے قرآن مجید کے معرب الفاظ سے متعلق بحث کے آغاز میں آپ نے لکھا:

قد افردت فی هذه النوع کتابا سمیته" المهذب فیما وقع فی القرآن من المعرب" وها انا ألخص هنا فوائده۔ ۲۵

انواع کے آغاز میں متعلقہ موضوع پر لکھنے والوں کی تفصیل دے کر ساتھ ہی آپ نے اپنا تبصرہ بھی نقل کیا ہے۔جیسے اعراب قرآن کی بحث میں آپ نے لکھا ہے''علماء نے اس موضوع پر مستقل کتب تالیف کی ہیں ان میں سے علامہ مکی کا کتاب کا موضوع ہی مشکل ہے جبکہ اس موضوع پر حوفی کی کتاب زیادہ واضح ہے۔اور ابوالبقاء عکبری کی تصنیف سب سے زیادہ مشہور ہے لیکن اس میں بہت طوالت ہے البتہ علامہ سفاقسی نے اس کتاب کی تلخیص کی اور اسے زوائد سے پاک کردیا۔ابوحیان اندلسی کی تفسیر اس بحث سے بھری ہوئی ہے۔ ۲۶

(د) اصول وقواعد کا التزام:

الاتقان میں دوران بحث کسی مقام پر بھی فروعات وجزئیات کے بیان میں طوالت اختیار نہیں کی گئی۔خود مؤلف نے اس بات کا اظہار کتاب کے مختلف مقامات پر کیا ہے۔ایک جگہ رقم طراز ہیں:

فان کتابنا موضوع للمهمات۔ ۲۷

ایک اور بحث میں آپ نے اس امر کی وضاحت ان الفاظ میں کی:

والمقصود فی جمیع انواع هذا الکتاب انما هو ذکر القواعد والا صول، لا استیعاب الفروع الجزئیات۔ ۲۸

اسماء السور کے حوالے سے آپ نے واضح کیا کہ سورتوں کے نام توقیفی ہیں جو احادیث وآثار سے ثابت ہیں۔لیکن آپ نے اس بات کی نشاندہی کی کہ طوالت کے خوف سے متعلقہ نوع کے تحت ان روایات کو نقل نہیں کیا گیا۔ ۲۹

(ھ) کتب کی تلخیص واختصار:

الاتقان کے چند مباحث ایسے ہیں جہاں علامہ سیوطی نے متعلقہ نوع پر لکھی گئی کسی مستقل کتاب کا خلاصہ پیش کردیا جیسے ''تلاوت قرآن کے آداب'' کی بحث کے آغاز میں لکھتے ہیں:

افرده بالتصنیف جماعة، منهم النووی فی التبیان۔ وقد ذکر فیه۔ وفی شرح المهذب، وفی الاذکار، جملة من الآداب، وانا ألخصها هنا، وأزید علیها أضعا فها، أفصّلها مسألة مسألة لیسهل تناولها۔۳۰

بعض انواع میں صاحب اتقان نے اُس موضوع پر پہلے سے موجود اپنی مستقل کتب کے خلاصہ جات اور فوائد نقل کئے جیسے قرآن مجید کے غیر عربی الفاظ کے بارے نوع میں آپ نے اپنی کتاب المھذب کے فوائد کا خلاصہ بیان کیا۔

قد افردت فی هذا النوع کتابا سمیته: "المهذب فیما وقع فی القرآن من المعرب" وها أنا ألخص هنا فوائده۔ ۳۱

الاتقان کی ایک اور اہم بحث میں اسی منہج کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے جہاں آپ نے اس امر کی وضاحت کی۔

الا کلیل فی استنباط التنزیل کے نام سے خود میں نے بھی ایک کتاب تالیف کی جس میں ہر وہ آیت ذکر کی جس سے کوئی فقہی، اصولی یا اعتقادی مسئلہ مستنبط کیا جا سکتا ہے۔ اور بعض آیات اس کے علاوہ ہیں جو بہت سے فوائد اور قیمتی نکات پر مشتمل ہیں اور یہاں اس نوع میں بیان کئے گئے مجمل امور کی شرح کے قائم مقام ہیں۔ اور جو ان امور سے واقفیت کی تمنا رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ میری اس تالیف (الاکلیل) کی طرف رجوع کرے۔ ۳۲

اسی طرح علوم القرآن کی ایک اور اہم بحث مبہمات قرآن، جس پر علیحدہ سے علامہ سیوطی نے مستقل اور مفصل کتاب ''المھذب'' تالیف کر رکھی تھی۔ الاتقان میں تفصیل وتخریج سے گریز کرتے ہوئے مختصر الفاظ میں اس کتاب کا خلاصہ بیان کر دیا گیا۔ ۳۳

(و) راجح اور مختار قول کی نشاندہی:

علامہ سیوطی الاتقان میں جا بجا صحیح اور راجح قول کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف مقامات اپنے اجتہادات بھی بیان کرتے ہیں۔ مکی اور مدنی سورتوں کے علم سے بحث کرتے ہوئے سورہ اخلاص سے متعلق آپ نے لکھا:

سورۃ الاخلاص: فیها قولان، لحد یثین فی سبب نزولها متعارضین وجمع بعضهم بینهما بتکرر نزولها، ثم ظهر لی بعد ترجیح: انها مدنیة۔ ۳۴

سورۃ اخلاص سے متعلق دو قول ہیں جس کی وجہ اس سورت کے سبب نزول میں دو متعارض حدیثیں ہیں بعض علماء نے ان دونوں روایات کو جمع کیا اور کہا کہ یہ سورۃ دوبار نازل ہوئی لیکن اس کے بعد مجھ پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ یہ سورۃ مدنی ہے۔ معوذتین سے متعلق مؤلف نے بنا کوئی اختلاف نقل کئے مختار قول کی نشاندہی کی:

المعوذ تان: المختار أنهما مدنیتان۔ ۳۵

قرآن مجید کا سب سے پہلا کون سا حصہ نازل ہوا کے بارے آپ نے لکھا:

اختلف فی اول ما نزل من القرآن علی أقوال: احدها: وهو الصحیح:

((اقراء باسم ربك))۔ روی الشیخان وغیرهما....۳۶

علوم القرآن میں سبب نزول کی بحث انتہائی اہم ہے۔ کتب تفاسیر کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ایک ہی آیت کے تحت متعدد سبب نزول نقل کئے گئے ہوتے ہیں۔ ''وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ'' ۳۷ کے تحت اسباب نزول کی مختلف روایات میں ترجیح دیتے ہوئے مؤلف نے اس مسئلہ کی عقدہ کشائی ان

الفاظ میں کی:

فھذہ خمسة اسباب مختلفة، واضعفھا الاخیر لا عضاله، ثم ما قبله لا رساله، ثم ما قبله لضعف رواته، والثانی صحیح، لکنه قال: قد انزلت فی کذا، ولم یصرح بالسبب، والا ول صحیح الاسناد، وصرح فیه بذکر السبب، فھو المعتمد۔[۳۸]

(آیت **فاینما تولوا** کے تحت) یہ پانچ مختلف اسباب ہیں۔ان میں سے سب سے آخری اپنی پیچیدگی کی وجہ سے سب سے زیادہ کمزور ہے اوراس سے پہلا اپنے ارسال کی وجہ سے اوراُس سے پہلا اپنے راویوں کے ضعف کی وجہ سے کمزور ہے اوراس سے ماقبل اور دوسری روایت اگرچہ صحیح ہے لیکن اس میں یہ بات ''**قد انزلت فی کذا** '' سبب کی صراحت نہیں کرتی لہٰذا پہلی روایت صحیح الاسناد ہے،اس میں سبب کے ذکر کی صراحت ہے اور یہی معتمد ہے۔

قرآن مجید کے نزول میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں علامہ سیوطی نے اس ضمن میں تین اقوال نقل کیے اورایک کوترجیح دی۔لکھتے ہیں:

اختلف فی کیفیة انزاله من اللوح المحفوظ علی ثلاثة أقوال: احدھا: وھوالا صح الاشھر: انه نزل الی سماء الدنیا لیلة القدر جملة واحدة، ثم نزل بعد ذلك منجما....[۳۹]

قرآن کی وجہ تسمیہ اوراس کے مادہ سے بحث کرتے ہوئے اس کے مھموز اور غیر مھموز ہونے سے متعلق مختلف آئمہ کے اقوال نقل کیے اورآخر میں امام شافعی کے قول کوترجیح دی جن کے نزدیک قرآن غیر مھموز ہے۔

قلت: والمختار عندی فی ھذہ المسألة ما نص علیه الشافعی۔[۴۰]

قرآن مجید میں غیر عربی زبان کے الفاظ استعمال ہوئے کہ نہیں۔اس بارے علامہ نے مختلف اقوال نقل کیے اوران میں سے اس رائے کواختیار کیا جس میں یہ کہا گیا کہ قرآن مجید میں دیگر زبانوں کے الفاظ شامل ہیں۔لکھتے ہیں:

وأقوی ما رأیته للوقوع۔ وھو اختیاری۔ ما اخرجه ابن جریر بسند صحیح عن أبی میسرة التابعی الجلیل، قال: فی القرآن من کل لسان۔[۴۱]

(ذ)البرھان پرقواعد ومسائل اورانواع کا اضافہ:

(ا) علامہ سیوطی نے علامہ زرکشی کی کتاب البرھان فی علوم القرآن کی سینتالیس انواع پر تینتیس (۳۳) انواع علوم قرآنیہ کا اضافہ کیا۔یہ اضافہ اس نوعیت کا نہیں کہ ان تینتیس انواع کوالبرھان میں زیر بحث نہیں لایا گیا بلکہ ان تینتیس میں سے کئی انواع ایسی ہیں جوالبرھان کی انواع کے اندر ہی سمٹی ہوئی تھیں علامہ سیوطی نے ان کوعلیحدہ سے مستقل نوع کی شکل دے دی جیسے البرھان کی اکتالیسویں نوع ''**معرفة تفسیرہ و تاویله** ''ہے۔ علامہ سیوطی نے اس نوع کوتقسیم کرکے ترمیم واضافوں کے ساتھ پانچ مستقل انواع کی صورت میں بیان کیا۔''**قواعد مھمة یحتاج المفسر الی معرفتھا**''اوراس کے بعد الاتقان کی لگاتار آخری چارانواع''**فی معرفة تاویله و تفسیرہ و بیان شرفه والحاجة الیه**''،''**وفی شروط المفسر و آدابه**''، ''**غرائب التفسیر**'' اور ''**طبقات المفسرین**''۔

(۲) جوانواع دونوں کتب میں مشترک ہیں ان کے مطالعہ وجائزہ سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ سیوطی نے ان انواع میں کس قدر فوائد وقواعد اور دیگر ضروری مسائل کا اضافہ کیا ہے۔ اس ضمن میں اسباب نزول کی بحث کو بطور مثال دیکھا جا سکتا ہے۔ اسباب نزول کی روایات میں اختلاف کی صورت میں علامہ سیوطی نے ان کے درمیان ترجیح کے چھ اصول بیان کئے ہیں اور تفہیم میں آسانی کے لیے ہر اصول کو مثالوں سے واضح کیا۔ ان اصولوں کی وضاحت کے بعد آپ نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ ان کو مجھ سے پہلے کسی نے یوں بیان نہیں کیا۔ رقمطراز ہیں:

تـامل ما ذكر ته لك فى هذه المسألة واشدد به يديك فانى حررته واستخر جته بفكرى من استقراء صنيع الائمة ومتفرقات كلامهم، ولم أسبق اليه۔[۴۲]

اس مسئلہ میں جو کچھ میں نے بیان کر دیا ہے اس میں غور وفکر کرو اسے اپنے پاس محفوظ رکھو کیونکہ یہ باتیں محض میرے غور وخوض کے نتائج ہیں میں نے آئمہ کے طرز عمل کی چھان بین اور ان کے متفرق کلاموں کی جانچ پڑتال کر کے ان باتوں کو نکالا اور مجھ سے پہلے کسی نے ایسی بحث نہیں کی۔

اسباب نزول کے علاوہ اور دیگر کئی انواع ہیں جن میں علامہ سیوطی نے گرانقدر اضافے کئے ہیں۔

(۳) الاتقان کی کچھ انواع ایسی ہیں جنہیں علامہ زرکشی نے البرھان میں بیان نہیں کیا جیسے ''قرآن کے ان حصوں کا بیان جو بعض صحابہؓ کی زبان پر جاری شدہ الفاظ کے مطابق نازل ہوئے ہیں''، ''قرآن کے وہ حصے جن کا نزول بعض انبیاء پر ہو چکا ہے اور وہ حصے جن کا نزول نبی کریمؐ سے پہلے کسی نبی پر نہیں ہوا''، اس کے علاوہ علم قراءت و تجوید سے متعلق انواع جیسے مشہور، احاد، موضوع، مدرج، ادغام واظھار اور اخفاء واقلاب وغیرہ۔

(۴) الاتقان کی حسن ترتیب اور انواع میں توازن بھی البرھان سے خوب تر ہے اور قابل قدر اضافہ ہے۔ الاتقان کی پہلی سولہ مباحث جو نزول قرآن سے متعلق ہیں انہیں خاص ترتیب اور ربط میں بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً پہلی نوع ''مکی اور مدنی آیات کی شناخت'' سے متعلق ہے اس کے بعد حضری وسفری، نہاری ولیلی، صیفی وشتائی، فراشی و نومی، ارضی وسماوی، سب سے پہلے نازل ہونے والی آیات، سب سے آخر میں نازل ہونے والا القرآن کا حصہ، سببِ نزول وغیرہ۔ اس کے برعکس البرھان میں پہلی نوع سبب نزول دوسری نوع آیات میں مناسبت، تیسری نوع فواصل آیات، چوتھی نوع وجوہ ونظائر اور پانچویں متشابہ آیات کے بارے میں ہے۔

علاوہ ازیں انواع میں طوالت واختصار کے لحاظ سے بھی جو توازن الاتقان میں ہے، البرھان میں نہیں پایا جاتا۔ البرھان کی ایک نوع جو فضائل قرآن سے متعلق ہے بمشکل دو صفحہ پر مشتمل ہے۔ دوسری جانب اسلوب قرآن سے متعلق کتاب کی ۴۶ ویں نوع قریباً دو جلدوں پر محیط ہے۔

(ح) الاتقان کے ماخذ ومصادر:

علوم القرآن پر لکھی جانے والی کتب میں سے الاتقان اس اعتبار سے منفرد اور ممتاز ہے کہ اس کے مؤلف اپنی کتاب الاتقان کی تکمیل سے پہلے ہی علوم القرآن کے مختلف موضوعات پر مستقل کتب تالیف کر چکے تھے جن سے

الاتقان کی تیاری میں جا بجا استفادہ کیا گیا اور بعض متعلقہ انواع میں ان کتب کا خلاصہ بھی پیش کر دیا۔علامہ سیوطی نے اپنی تالیف کی ہوئی جن کتب سے مدد لی ان کی فہرست درج ذیل ہے:

۱۔اسرار التاویل (قطف الازھار فی کشف الازھار) ۲۔الاکلیل فی استنباط التنزیل ۳۔التحبیر فی علوم التفسیر ۴۔تناسق الدرر فی تناسب السور ۵۔خمائل الزھر فی فضائل السور ۶۔لباب النقول فی اسباب النزول ۷۔مجاز الفرسان الی مجاز القرآن ۸۔مراصد المطالع فی تناسب المقاطع والمطالع ۹۔معترك الاقرآن فی اعجاز القرآن ۱۰۔مفحمات الاقرآن فی مبھمات القرآن ۱۱۔المھذب فیما وقع فی القرآن من المعرب۔

علوم القرآن اور اس کے مختلف موضوعات پر آپ کی ان مستقل تالیفات سے علوم القرآن میں آپ کی غیر معمولی دلچسپی اور وسیع وعمیق مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے۔

علامہ سیوطی نے الاتقان تالیف کرتے ہوئے جن امہات کتب سے بہت زیادہ استفادہ کیا ان میں علوم القرآن میں سے علامہ زرکشی کی البرہان سرفہرست ہے۔اس کے علاوہ مواقع العلوم من مواقع النجوم از بلقینی ،المرشد الوجیز از ابوشامہ،فضائل القرآن از ابوعبید، جمال القراء از سخاوی، کتاب المصاحف از ابن ابی داؤد وغیرہ۔تفاسیر میں سے ابن جریر طبری کی جامع البیان اور ابن ابی حاتم کی تفسیر القرآن العظیم اور کتب احادیث میں صحاح ستہ،مسند احمد اور مصنف ابن ابی شیبہ کے ساتھ ساتھ ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری سے خوب استفادہ کیا۔علاوہ ازیں علامہ سیوطی نے کتاب کے مقدمہ میں ان کتب کی طویل فہرست نقل کی ہے جن سے دوران تالیف مدد لی گئی۔

فن علوم القرآن پر آج تک جس قدر کتب تالیف کی گئیں ان میں سے جو شہرت، دوام اور قبول عام الاتقان کو حاصل ہوا اس میں کوئی دوسری کتاب شریک نہ ہو سکی۔قرآنی علوم ومعارف کی جامع یہ کتاب اپنے موضوع پر کسی دائرۃ المعارف سے کم نہیں یہی وجہ ہے کہ آج تک یہ کتاب شرق وغرب میں تفسیر اور علوم القرآن کے علماء و فضلاء کی تحقیقات کا بنیادی ماخذ ومرجع رہی ہے۔

حواشی:

۱۔ سیوطی، حسن المحاضرة فی تاریخ مصر والقاهرة،مصر، دار احیاء الکتب العربیة،۱۹۶۷، ۳۳۶/۱؛ الشوکانی، البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع،مصر، مطبعة السعادة، ۱۳۴۸،۳۲۸/۱؛ابن العماد حنبلی ،شذرات الذهب فی اخبار من ذهب، القاهرة، مکتبه القدسی،۱۳۵۰، ۵۱/۸

۲۔ سیوطی،الاتقان فی علوم القرآن، بیروت،دارالکتاب العربی،۱۹۹۹،۴۰/۱

۳۔ ایضاً،۴۲/۱ ۴۔ ایضاً،۴۵/۱ ۵۔ ایضاً،۱۶/۱

۶۔ ایضاً
۷۔ ایضاً،۱/۵۱
۸۔ سرکیس، معجم المطبوعات العربیة والمعربة،مصر،مطبعة سرکیس،۱۹۲۸، ۲/ ۱۰۷۴
۹۔ الاتقان،۱/ ۵۴
۱۰۔ ایضاً
۱۱۔ ایضاً
۱۲۔ ایضاً
۱۳۔ ایضاً،۱/۲۷۸
۱۴۔ ایضاً، ۱/۱۲۰
۱۵۔ ایضاً،۱/۴۲۵
۱۶۔ ایضاً،۲/ ۳۱۴
۱۷۔ ایضاً،۱/۴۴۰
۱۸۔ ایضاً،۲/۲۹
۱۹۔ ایضاً،۲/۲۱۶
۲۰۔ ایضاً۲/ ۲۲۴
۲۱۔ ایضاً،۲/ ۲۳۲
۲۲۔ ایضاً،۲/ ۲۶۸
۲۳۔ ایضاً،۲/ ۳۱۲
۲۴۔ ایضاً،۲/ ۳۳۸
۲۵۔ ایضاً،۱/۴۲۵
۲۶۔ ایضاً،۱/ ۵۴۳
۲۷۔ ایضاً،۱/ ۲۴۳
۲۸۔ ایضاً،۱/ ۵۴۲
۲۹۔ ایضاً،۱/ ۱۹۲
۳۰۔ ایضاً،۱/ ۳۳۲
۳۱۔ ایضاً،۱/۴۲۵
۳۲۔ ایضاً،۱/ ۲۶۸
۳۳۔ ایضاً،۲/ ۳۱۴
۳۴۔ ایضاً،۱/ ۷۰
۳۵۔ ایضاً،۱/۷۱
۳۶۔ ایضاً،۱/ ۱۰۶
۳۷۔ البقرہ۲:۱۱۵
۳۸۔ الاتقان،۱/۱۳۰
۳۹۔ ایضاً،۱/ ۱۵۶
۴۰۔ ایضاً،۱/ ۱۸۹
۴۱۔ ایضاً،۱/ ۴۲۶
۴۲۔ ایضاً،۱/ ۱۳۶

☆☆☆